رضوان من اللہ اکبر

رسالہ رضوان لاہور

مدیر مسئول:

سید محمود احمد رضوی



۴۸۶

دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال (مغربی پاکستان)

153

رسید نمبر 7912 بک نمبر .... تاریخ ..71

محب ملک و ملت جناب صوفی عبدالغفور صاحب نوری ....

5/-

.... سے پانچ روپے بصد شکریہ وصول پائے

نوٹ: جس رسید بک کے آخری ورق پر بانی و مہتمم دار العلوم ہذا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی کے دستخط اور دارالعلوم کی مہر نہ ہو، مسترد و متصور

اہل سنت وجماعت کا پاک وہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

پندرہ روزہ رضوان لاہور

جلد ۹ ٭ ۲ نومبر ۱۹۵۷ء ٭ شمارہ ۲۱

ترتیب !

مدیر مسئول : سید محمود احمد رضوی

چندہ : سالانہ -/۶ روپے
ششماہی ۳/۸ ،،

(محمود احمد نے کوہ نور پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر رضوان سے جاری کیا)

ثنائے مصطفیٰ

(از: حضرت علامہ ضیاء القادری مدظلہ)

ثنائے مصطفیٰ میں تر زباں معلوم ہوتی ہے
زبان کلک قدرت نعت خواں معلوم ہوتی ہے

ضیائے مہرِ بطحیٰ ضو فشاں معلوم ہوتی ہے
منوّر مجلسِ کون و مکاں معلوم ہوتی ہے

بنا کر آپ کو محبوب عالم کو دکھانا تھا
یہی ایک وجہ تخلیقِ جہاں معلوم ہوتی ہے

میں صدقے گردشِ تقدیر کے اب تو یہ عالم ہے
نظر محوِ طوافِ آستاں معلوم ہوتی ہے

نہ کیوں یادِ لبِ جاں بخش میں جاں سے گزر جاؤں
فنا مجھ کو بقائے جاوداں معلوم ہوتی ہے

اجابت ہاتھ باندھے جانبِ دستِ دعا آئی
کشش انداز تاثیرِ فغاں معلوم ہوتی ہے

ہے فیضِ حضرتِ حسّان سے جو تر زباں ہر دم
وہ کس کی ۔ اے ضیا میری زباں معلوم ہوتی ہے

مطمئن حشر میں دل رحمتِ یزداں کر دے
عفو و اکرام باندازۂ عصیاں کر دے

لطفِ حق حشر میں تفریح کا ساماں کر دے
ہر گنہ گار کو فردوس بداماں کر دے

اے شہِ حسیں اٹھا آئینہ رُخ سے حجاب
دل کو بیخود و نگہِ شوق کو حیراں کر دے

بدر کے چاند تجھے دیکھ لے گر چشمِ فلک
گل سرِ شام چراغِ مہِ تاباں کر دے

آ ذرا رحمتِ حق حوصلہ افزائی کر
محو دل سے مرے اندیشۂ عصیاں کر دے

ساقیِ خلد ہو تسنیم بکف جلوہ فروز
تشنۂ دید ہوں سیراب دل و جاں کر دے

مقتدرِ اہلِ ولایت میں ضیا ہے وہ فقیر
جس کو اللہ گدائے شہِ جیلاں کر دے

لمحاتِ فکر

عیدِ میلادُ النبیؐ

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

۱۲ ربیع الاوّل

وہ مقدس دن ہے جس میں آسمانِ نبوت کے نیرِ اعظم حضور رحمۃ اللعالمین علیہ الصلاۃ والتسلیم تشریف فرمائے عزّت واجلال ہوئے۔

یہ مقدس دن تاریخ کا ایک اہم دن ہے اور اس کی تعظیم وتکریم علامتِ ایمان ہے اور اس مقدس دن کی یاد روح وجسم دونوں کی عید ہے۔

۱۲ ربیع الاول کو پورے پاکستان میں اس تقریبِ سعید کو پورے عزّ ووقار سے منایا گیا۔ اس دن پاکستان کے ہر شہر ہر قصبہ اور گاؤں میں جلوس نکلے اور سیرت النبی کے جلسے منعقد ہوئے اور گلی کوچے اور بازار رنگ برنگی جھنڈیوں اور خوبصورت محرابوں اور دروازوں سے سجائے گئے۔ رات کو جشنِ چراغاں ہوا اور ہر مسلمان نے اپنے ہادیٔ اکرم کی بارگاہ میں گلہائے محبت وعقیدت پیش کئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس یوم سعید کی یادگار قائم رکھنا علاماتِ ایمان سے ہے اور یہ یوم مبارک ایک مومن کے لئے تو اس کے جسم وروح دونوں کی عید ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اور ہم سے پہلوں پر اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں پر جو احسانِ عظیم فرمایا ہے سچ تو یہ ہے کہ اس کا حق شکرگزاری ادا کرنا ہی ناممکن ہے۔ ہمارے قلوب آپ کی محبت وعقیدت سے جس قدر لبریز رہیں۔ اور ہماری زبان جس قدر اپنے عظیم المرتبت ہادی کی یاد میں رطب اللسان رہے کم ہی ہے۔

عید میلاد النبی کی تقاریب جہاں آپ کی یاد قائم رکھنے کا ایک طریقہ ہیں وہاں آپ کی ہدایات وارشادات کی تبلیغ واشاعت کا بھی ایک نہایت ہی نفیس ذریعہ ہیں۔ سیرت کے مقدس جلسوں میں سال کے بعد ایک ایسا موقع مل جاتا ہے کہ جس میں ہر طبقہ کے مسلمانوں تک دینِ اسلام کی باتیں پہنچ جاتی ہیں اور دین کی کافی تبلیغ ہو جاتی ہے۔

لیکن حیرت ہوتی ہے ان افراد پر — !

جو عید میلاد کے مجالس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کو بدعت کہہ کر ایک عظیم تبلیغی سلسلہ کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

اور بعض تو اس معاملہ میں اس قدر غلو پر اتر آئے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب انھیں کسی صورت گوارہ نہیں ہوتی اور ماہ ربیع الاول ان کے لئے ایسا ہی غم کا مہینہ ہوتا ہے جیسے شیعوں کے

ہے محرم !

یہ لوگ ذکرِ رسول سے جلتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد منانے سے سخت پریشان ہوتے ہیں ۔

چنانچہ اس طبقہ کے اخبار و رسائل کے اداریے جو یہ ماہ ربیع الاول سے متعلق لکھتے ہیں ۔ وہ جلی کٹی سنانے پر ہی مشتمل ہوتے ہیں ۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے آرگن سے بھی آخر رہا نہ گیا اور اس نے صاف لکھ دیا : کہ

"آج جب کہ ہماری قوم کی اکثریت غیر مسلم اقوام کی نقالی میں جلوسوں نعروں ۔ چراغاں کرنے اور دکانوں و بازاروں کے سجانے سے حضور کا یوم ولادت منا رہی ہے یہ سوال اور بھی زیادہ اہم ہو گیا ہے اور ہم سب کے لئے خدا کے حضور پیش ہونے سے پہلے سوچنے اور اپنے طرز عمل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا محرک بن رہا ہے ۔ کیا ہے کوئی جو اس جانب توجہ دے ۔"

(ہفتہ وار المنیر ۱۱ - اکتوبر ۱۹۵۷ء)

ذرا غور کیجئے !

ماہ ربیع الاول کی چہل پہل اور سیرت پاک کے جلسوں جلوسوں اور یا رسول اللہ کے نعروں سے دکھ پہنچ رہا ہے ۔

کس کو — ؟

کسی یہودی یا عیسائی یا ہندو کو نہیں ۔

بلکہ !

جماعت اسلامی کے آرگن "المنبر" کو — !

پھر غلو کی انتہا یہ ہے کہ جلوس میں جو نعرے لگائے جاتے ہیں ان کو بھی غیر مسلموں کی نقالی قرار دیا جا رہا ہے گویا ان کے نزدیک یہودی سکھ اور ہندو بھی اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہیں ۔

بہر حال یہ تو ان لوگوں کی ذہنیت ہے جس میں تبدیلی اب ناممکن ہی نظر آتی ہے اپنا اپنا نصیب ہے ۔ کسی کو اللہ کے محبوب کے ذکر میں اور ان کا چرچا کرنے میں مزا آتا ہے اور کوئی جل بھن کر خاک ہو جاتا ہے ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

(ورفعنا لک ذکرک)

اسلامی جلسے اور جلوسوں کے اسلامی نعرے !

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر	حیاءِ عثمان — زندہ باد
نعرہ رسالت — یا رسول اللہ	شجاعتِ علی — زندہ باد
صداقتِ صدیق — زندہ باد	نعرۂ خلافت
عدالتِ فاروق — زندہ باد	حق چار یار

یہ اسلامی نعرے ہیں جن کو اپنے تبلیغی جلسوں اور جلوسوں میں رواج دینا چاہیئے ۔

(پروفیسر محمد علی ایم اے لاہور)

(تفسیر القرآن)

اللہ کی راہ میں خرچ کرو

۱۔ وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ
اِلَی التَّھْلُکَۃِ ج وَ
اَحْسِنُوْا ج اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ
الْمُحْسِنِیْنَ ۵

ترجمہ: "اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔"

۱۔ **وَ اَنْفِقُوْا** اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اس سے تمام دینی امور میں طاعت اور رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔ ۲۔ راہِ خدا میں انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسرافِ بے جا بھی اور اس طرح وہ چیز جو خطرے و ہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ بے ہتھیار میدانِ جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا۔ اور علما نے **لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ ...** الخ سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا کہ جس شہر میں طاعون ہو یا کوئی بیماری پھیل رہی ہو وہاں نہ جائیں۔ اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔

۲۔ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ط فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ ج
وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی
یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ ط
(۳) فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ
بِہٖٓ اَذًی مِّنْ رَّاْسِہٖ فَفِدْیَۃٌ
مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ
نُسُکٍ ج فَاِذَآ اَمِنْتُمْ قف فَمَنْ
تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ
فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ ج
فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ
اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَۃٍ
اِذَا رَجَعْتُمْ ط تِلْکَ عَشَرَۃٌ
کَامِلَۃٌ ط ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ
اَھْلُہٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط
وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ
شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۵

ترجمہ: "(۲) اور حج و عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے

سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے (۳) پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج و عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے۔ پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر میں پلٹ کر جاؤ۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔"

تفسیر:

٭ واتموا الحج .... الخ یعنی حج و عمرہ کو ان کے شرائط و ارکان کے ساتھ خاص اللہ کے لئے بے سستی و نقصان پورا کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحج کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظمہ کے طواف کا۔ اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔

حج کے فرائض یہ ہیں:

احرام۔ عرفہ میں وقوف۔ طواف زیارۃ۔

اور حج کے واجبات یہ ہیں:

مزدلفہ میں وقوف۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ رمی جمار۔ اور آفاقی کے لئے طواف رجوع اور حلق یا تقصیر۔ عمرہ کے رکن طواف اور سعی ہے۔ اور اس کی شرط احرام و حلق ہے۔

حج و عمرہ کے چار طریقے ہیں:۔

۱۔ افراد افراد بالحج :

وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیّت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔

۲۔ افراد بالعمرہ :

وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے مگر حج و عمرہ کے درمیان المام صحیح کرے اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔

۳۔ قران :

وہ یہ ہے کہ حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرے۔ وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج و عمرہ دونوں کی نیت ہو۔ اس کے بعد پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے اور پھر حج کرے۔

۴۔ تمتع :

وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اشہر حج میں ہوں پھر حلال ہو کر حج کے لئے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج و عمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے۔

اس آیت سے مفسرین نے قِران ثابت کیا ہے۔

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ یعنی حج یا عمرہ کے شروع کرنے۔ گھر سے نکلنے اور محرم ہوجانے کے بعد تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ۔ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ۔

الھدی یعنی اونٹ۔ گائے یا بکری۔ یہ قربانی بھیجنا واجب ہے اور یہ قربانی بیرون حرم نہیں ہو سکتی۔

فمن کان منکم ..... الخ یعنی اگر کسی کے سر میں تکلیف ہو جس کی وجہ سے وہ سر منڈانے پر مجبور ہو اور منڈوالے تو وہ تین دن کے روزے رکھے (صدقہ) یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ہر مسکین کے لئے پونے دو سیر گیہوں دیئے جائیں گے۔

فمن تمتع — اس سے مراد تمتع کی قربانی ہے جو حج کے شکر میں واجب ہوئی ہے خواہ تمتع کرنے والا غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے عید اضحیٰ کی قربانی مراد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ فقیر اور مسافر پر واجب نہیں ہوتی۔

فمن لم یجد — یعنی جو بوجہ غربت وغیرہ قربانی نہ کر سکے۔ تو ایام حج میں تین روزے رکھ لے۔ یہ روزے یکم شوال سے نویں ذی الحج تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے ۷ - ۸ - ۹ ذی الحجہ کو رکھ لیں۔

ذالک لمن لم یکن ..... الخ یعنی یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔ واضح ہو کہ اہلِ مکہ کے لئے نہ تمتع ہے اور نہ قِران ہے اور اہل مکہ وہ لوگ قرار پائیں گے جو حدودِ میقات کے اندر رہتے ہیں خواہ شہر مکہ میں مقیم نہ ہوں۔

مواقیت پانچ ہیں:

۱۔ ذوالحلیفہ ۲۔ ذات عرق
۳۔ جحفہ ۴۔ قرن
۵۔ یلملم

۱۔ ذوالحلیفہ اہلِ مدینہ کے لئے۔
۲۔ ذات عرق اہلِ عراق کے لئے
۳۔ جحفہ اہلِ شام کے لئے
۴۔ قرن اہلِ نجد کے لئے
۵۔ یلملم اہل یمن کے لئے میقات ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: عید میلاد النبی کی تقریب

صفحہ ۱۱ سے آگے

اراکین بزم منتظمہ جامع مسجد کے زیر اہتمام جلسہ سیرت منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں حضرت مولانا محبوب عالم صاحب مولانا رحیم بخش صاحب چشتی اور حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی مدیر اعلیٰ رضوان نے سیرتِ نبوی کے اہم پہلوؤں پر نہایت ایمان افروز وھابیت سوز تقریریں کیں۔

اور شب کو ایک بجے یہ جلسہ صلاۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔

(نامہ نگار)

——:(باقی باقی)

لاہور میں جشنِ عیدِ میلادُ النّبی کے رُوح پرور نظارے

ملک کے کونے کونے میں اسلامیانِ پاکستان نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے

لاہور کی اٹھارہ لاکھ آبادی میں پانچ لاکھ کا فقید المثال جلوس

۳۱۳ گھوڑوں کی صفیں بدر کا نقشہ دکھا رہی تھیں

صدر مرکزی جمعیۃ العلماء اور حضرت علاّمہ ابوالبرکات مولینا سیّد احمد صاحب قبلہ ناظم دار العلوم حزب الاحناف لاہور جلوس کی قیادت فرما رہے تھے

حضرت مولانا سیّد محمود احمد رضوی مدیر اعلیٰ رضوان کی راستہ میں تقریریں

امسال!

۱۲ ربیع الاوّل شریف بروزِ سعید دوشنبہ کو لاہور کی اٹھارہ لاکھ آبادی میں عید میلاد النبی کا عظیم الشان جلوس زیرِ اہتمام اہالیان محلّہ کشمیری سادھواں نکالا گیا۔ جس میں ۳۱۳ گھوڑوں کی صفیں بدر کا نقشہ دکھا رہی تھیں جن پہ محلّہ کشمیری سادھواں کے جانباز رضاکار سوار تھے۔ چالیس اونٹوں کی قطاروں پر حجازی لباس میں سواروں کا منظر کاروانِ حجاز کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔

پچاس گڈ سوار اپنے اپنے گڈوں کو سجائے ہوئے لاؤڈ اسپیکروں کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیہ عقیدت و نعتِ سید المرسلین سنا رہے تھے۔

بلاشبہ جلوس کے اجتماع کی تعداد پانچ چھ لاکھ کے درمیان تھی۔

موٹر کاروں پر صدر مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان۔ علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری اور ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف علاّمہ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری جلوس کی قیادت فرما رہے تھے۔

مولانا الحاج سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر اعلیٰ رضوان لاہور کی راستہ میں تقاریر عجیب لطف دے رہی تھیں۔ حسنِ اعتقاد میں دہلی دروازہ کے دکاندار اپنی

پُرجوش عقیدت میں بازار کو دلہن بنائے ہوئے تھے۔ پرانی کوتوالی۔ کشمیری بازار۔ بھاٹی گیٹ وغیرہ کے تمام تاجروں نے فرطِ محبّت اور حسنِ عقیدت کا وہ مظاہرہ کیا کہ ہر بازار اپنی شان میں دلہن بنا ہوا تھا۔

نعت خوان اپنی نعتوں سے جلوس کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے۔ مقررین اپنی تقاریر میں سیّدنا صدیق و فاروق و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے محامد بیان کرتے ہوئے نعتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں رطب اللسان تھے۔ روشنی کا یہ عالم تھا کہ ہر بازار بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ گلی و کوچے جگمگا رہے تھے۔

مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان کے زیرِ اہتمام باغ بیرون دہلی دروازہ میں ۱۲ بجے دن سے ایک عظیم الشان جلسہ زیرِ صدارت حضرت مولانا علامہ ابوالبرکات صاحب قادری دامت برکاتہٗ ہو رہا تھا۔ جس میں صدر مرکزی جمعیۃ العلماء علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری مدظلہ العالی فلسفہ میلاد پر ایک جامع اور مبسوط تقریر فرما رہے تھے۔ کہ اس جلوس کی آمد شروع ہوئی۔

ٹھیک ۱۲ بجے دن یہ جلوس محلہ کشمیری سادھواں سے جناب عنایت اللہ صاحب قادری اور جناب عنایت اللہ صاحب بٹ کے زیرِ اہتمام شروع ہوا۔ اور ۳ بجے کے قریب یہ جلوس جلسہ گاہ جمعیۃ العلماء میں آنا شروع ہوا۔

بعد اختتامِ جلسہ یہ جلوس روانہ ہوا جو باغ بیرون دہلی دروازہ سے دربار حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک مسلسل تھا۔ کشمیری سادھواں کے نوجوان اور منتظمین جلوس نے نہایت شاندار طریقے سے انتظام کیا۔ سبیلیں سلیقے سے جا بجا لگی ہوئی تھیں۔ گزشتہ سال یہ جلوس مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کے زیرِ اہتمام نکلا تھا۔

امسال محلّہ کشمیری سادھواں کے نوجوانوں نے اس جلوس کے اہتمام کا ذمّہ لے کر دادِ نظام اور حسنِ انتظام میں خاص مظاہرہ کیا۔ بازاروں میں اس قدر جھنڈیاں تھیں کہ شمسِ فلکی اپنی کرنوں کو سمیٹے ہوئے یہ دکھا رہا تھا کہ رحمت اللعالمین کے لطف کے مقابلہ میں میری شعاعیں سرد ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابر محیط ہے اور سحابِ رحمت گلاب پاشی کر رہا ہے۔

غرضکہ یہ عدیم النظیر جلوس ۱۲ بجے دن سے شروع ہو کر ۳ بجے رات بارگاہِ حضور علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ میں بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اثنائے راہ میں ہار اور پھولوں کی اس قدر بارشیں کی گئیں کہ موٹریں بھر گئیں اور فرشِ زمین گلہائے رنگا رنگ سے پُر تھا۔ آستانۂ داتا صاحب میں مجاورین دربار دروازہ پر جلوس کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہر کور کے صدر کو انھوں نے دستاریں باندھیں اور شیرینی کے لفافے پیش کئے۔

یہ جلوس مرکزی حیثیت کی شان لئے ہوئے تھا اطراف و جوانب سے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اور پارٹیاں بشکل جلوس آتی تھیں اور اس جلوس میں شامل ہوتی جاتی تھیں۔ اس طرح اس جلوس میں گھوڑے سوار پانچ سو سے زائد اور کوریں ایک سو سے زائد اور کاریں آٹھ تک ہو گئیں۔

غرضیکہ اس جلوس میں ہر فرد عقیدت کیش ہر پہلو شریک تھا جگہ جگہ حضرت مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر کرتے جاتے تھے ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

لاہور کے در و دیوار درود و سلام کے نعروں سے گونج رہے تھے۔ باوقار جلسے منظم جلوس اور میلاد کی محفلیں منعقد کی گئیں۔۔!

عید میلاد النبی کی مقدس تقریب میں سارے شہر میں غیر معمولی جوش و خروش اور تزک و احتشام تھا۔ شہر کی مساجد میں میلاد کی محفلیں منعقد ہوئیں۔ اور علما کرام نے مسلمانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی دعوتیں دیں۔ شہر کے گلی کوچے اور بازار رنگ برنگی جھنڈیوں اور خوبصورت محرابوں سے سجے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر رنگ و نور میں ڈوبا ہوا ہے۔ دکانوں، مکانوں کی آرائش میں بے دریغ رقم خرچ کی گئی۔

دو روز پہلے سے تیاریاں جاری تھیں جو ۱۲ تاریخ کو اپنے عروج و انتہا کو پہنچ گئیں۔ صبح سے ہی مختلف علاقوں سے گھوڑوں اور اونٹوں پر جلوس نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ مختلف بازاروں میں نظم و ضبط کے ساتھ پریڈیں کی گئیں۔

نوجوان۔ بچے۔ بوڑھے پوری تنظیم کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے تھے۔ گوالمنڈی کے چوک کو خوب ہی سجایا گیا۔ یہاں بازاروں کے بیچا بیچ خوبصورت مینارے کھڑے کرکے ان پر قمقمے آویزاں کئے گئے۔ جن کی دونوں طرف جلوس شان و شوکت کے ساتھ گزر رہے تھے۔

گوالمنڈی کے علاوہ ریلوے روڈ۔ میو ہسپتال روڈ۔ نسبت روڈ۔ بانس والا بازار۔ مچھی ہٹہ۔ بازار تیزابیاں۔ کوچہ ککے زئیاں۔ چوہٹہ مفتی باقر خاں۔ چوک نواب صاحب۔ بازار لال کھوہ۔ موچی دروازہ۔ سرکلر روڈ برانڈرتھ روڈ۔ ریلوے اسٹیشن۔ نولکھا بازار۔ چوک دالگراں۔ مصری شاہ۔ وسن پورہ۔ تاج پورہ۔ شیرانوالہ دروازہ اور اس کے ملحقہ چونا منڈی۔ دوسری طرف مزنگ بازار صفانوالہ۔ چونگی اور دوسرے تمام علاقے رنگ برنگی جھنڈیوں اور محرابوں سے چھپے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ غربا و مساکین کو کھانا۔ فروٹ۔ پھل۔ مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھیں

غرضیکہ

ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کی نذر پیش کر رہا تھا۔ اسی طرح ملک کے گوشہ گوشہ میں پورے تزک و احتشام کے ساتھ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منایا گیا۔

(منقول از ترجمان جمعیۃ لاہور)

عید میلاد النبی کی تقریب

پر

حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی مدیر اعلیٰ رضوان کی بصیرت افروز تقاریر

پشاور : ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور کی دعوت پر مدیر اعلیٰ رضوان مورخہ ۲ اکتوبر کو پشاور تشریف لے گئے اور آپ نے چوک ناصر خاں و سبزی منڈی کے اجلاسوں میں سیرت النبی کے موضوع پر نہایت ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔

راولپنڈی : سیرت کمیٹی راولپنڈی کے زیر اہتمام مورخہ ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر کو راولپنڈی کی جامع مسجد حنفیہ میں عید میلاد النبی کے جلسے منعقد ہوئے حضرت مولانا مولوی عارف اللہ صاحب مدیر اعلیٰ سالک کی دعوت پر مدیر اعلیٰ رضوان راولپنڈی تشریف لے گئے اور شب کو آپ نے شانِ مصطفٰی کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر کی۔

بھکی : حضرت پیر سید غلام محی الدین صاحب اندرابی زبدہ مجدہٗ کی دعوت پر مورخہ ۱۴ اکتوبر کو مدیر رضوان بھکی تشریف لے گئے جہاں آپ نے نورانیتِ مصطفٰی اور مقامِ صحابہ کے عنوان پر تین گھنٹے تقریر فرمائی۔ اور مخالفینِ صحابہ کرام کے اعتراضات کے مدلل جواب دیئے۔

مغلپورہ : اہالیانِ ملٹری کوارٹرز مغلپورہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۷ بروز ہفتہ ایک عظیم الشان جلسہ سیرت منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی نے "میلادِ نبوی" کے عنوان پر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی۔ اور بعدہٗ صلوٰۃ و سلام پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

شالامار ٹاؤن : اہالیان شالامار ٹاؤن لاہور نزد بجلی کے زیر اہتمام مورخہ ۱۱ اکتوبر کو ایک جلسہ سیرت منعقد ہوا۔ مدیر اعلیٰ رضوان نے کتاب و حکمت کے عنوان پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت پر تبصرہ فرمایا۔

چمڑہ منڈی : جامع مسجد چمڑہ منڈی لاہور میں مورخہ ۲۳ اکتوبر کو زیر اہتمام مولانا رحیم بخش صاحب چشتی خطیب جامع مسجد و

(باقی صفحہ ۷ پر)

ایڈیٹر کی ڈاک

عُرس کیا ہے ؟

آپ کا گزشتہ اداریہ پڑھ کر ذیل کے سوالات ذہن میں آتے ہیں۔ براہِ کرم ان کا جواب دے کر مشکور فرمادیں :

۱۔ آپ کے ہاں عرس دین کا ستون نہیں تو پھر کیا ہے؟

۲۔ عرس کی حقیقت کیا ہے ؟

۳۔ عام عرسوں میں عورتوں و مردوں کا اختلاط ناچ رنگ وغیرہ حرام فعل ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے ؟

(نور الحسن دیوبندی از کراچی)

الجواب

ہم اہل سنّت وجماعت عرس کے جواز کے قائل ہیں یعنی نہ ہم عرس کو فرض وواجب سمجھتے ہیں اور نہ اس کو دین کا ستون اور اسلام کی اساس ٹھہراتے ہیں۔ ہمارے ہاں عرس دراصل زیارتِ قبر اور ایصالِ ثواب ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور اس میں بھی دن اور وقت و تاریخ کا تقرر ہم ضروری نہیں سمجھتے۔ اور نہ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر ہی فاتحہ دی جائے۔ کیوں کہ مقصود تو ایصالِ ثواب ہے خواہ کھانا سامنے رکھکر فاتحہ دی جائے یا پیٹھ کے پیچھے رکھ کر دی جائے۔ یا بالکل کوئی چیز سامنے نہ رکھی جائے اور صرف قرآن پاک کی آیات تلاوت کر کے صاحبِ قبر کو اس کا ثواب پہنچا دیا جائے۔ یا کچھ بھی نہ پڑھا جائے اور میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے غربا میں کھانا وغیرہ تقسیم کردیا جائے۔ یا کنواں و مسجد و سرائے بنا دی جائے ہر طرح جائز ہے۔

چنانچہ شامی باب زیارت القبور اور تفسیر کبیر و تفسیر درمنثور میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

والخلفاء الاربعۃ ھٰکذا یفعلون۔ اور چاروں خلفا بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی ص ۴۵ پر لکھتے ہیں :

> دوم آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند وختم کلام اللہ فاتحہ بر شیرینی وطعام نمودہ تقسیم درمیان حاضران کنند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر و خلفائے راشدین نہ بود اگر کسے ایں طور کند باک نیست

بلکہ فائدہ احیاء اموات را حاصل مے شود۔

ترجمہ: "دوسرے یہ کہ بہت لوگ جمع ہوں۔ اور ختم قرآن کریں شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کر دیں (عرس کی یہ قسم) گو حضور اکرم و خلفاء راشدین کے زمانہ میں مروّج نہ تھی لیکن اگر کوئی کرے حرج نہیں بلکہ زندوں سے مُردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔"

یہ ہی شاہ صاحب علیہ الرحمہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں مولانا عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمہ کو جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمی داند۔ آرے تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں بالیصال ثواب و تلاوت قرآن و دعاء خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس برائے آن است کہ آں روزہ مذکّر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب و الا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است۔

ترجمہ: "یہ طعن لوگوں کے حالات سے بے خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ کوئی شخص بھی شریعت کے مقرر کردہ فرائض کے سوا کو فرض نہیں جانتا۔ ہاں صالحین کی قبروں سے برکت لینا اور ایصال ثواب و تلاوت قرآن اور تقسیم شیرینی و طعام سے ان کی مدد کرنا۔ اجماع علما سے امر مستحسن ہے عرس کا دن اس لئے مقرر کیا کہ وہ دن ان کی وفات کو یاد دلاتا ہے دار العمل سے دار الثواب کی طرف ورنہ جس دن بھی یہ کام کیا جائے موجب فلاح و نجات ہے۔"

دیوبندیوں کے پیشوا و امام مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔

فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال پر اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک پر ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

عرس متعارف مذکور فی السوال کہ ہجوم زناں و تماشائی مرداں آثار شرکیہ و ارتکاب معاصی و نظارۂ اجنبیہ و لہو و لعب و طوائفان رقاصات و آلات مزامیر وغیرہ سے خالی ہو بلاشبہ جائز ہے۔

غور کیجئے! اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز صاحب صاف فرما رہے ہیں کہ

وہ عرس جس میں لوگ محض کھیل تماشہ کے طور پر جمع ہوں جہاں اجنبی عورتوں کا ہجوم ہو۔ آثار شرکیہ اور ارتکاب معاصی ہو۔ طوائفوں کے رقص ہوں۔ لہو و لعب کی مجالس قائم ہوں

شعر کا علم نہیں سکھایا لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عالم ماکان ومایکون کیوں کر ہوئے ؟
(سائل مذکور)

الجواب

لیکن پہلے آپ اپنے شہر کے بہت بڑے دیوبندی
عالم سے یہ تو پوچھ دیجیئے :

۱۔ وما علمناہ میں جو علم ہے اس کے کیا معنیٰ ہیں اور علم کے کتنے معنیٰ آتے ہیں۔

۲۔ اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آیت میں علم بمعنی دانستن کی نفی ہے۔

۳۔ شعر کے کس قدر معنیٰ ہیں اور کیا علم کے معنیٰ صرف دانستن ہی کے آتے ہیں۔

۴۔ کفار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے ان کی کیا مراد تھی۔

۵۔ کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہہ کر جو معنیٰ مراد لیتے تھے تو آیت میں اسی کا ردّ ہے۔ یا دوسرے معنیٰ کا۔ اگر دوسرے معنیٰ کا ردّ ہے تو یہ لازم آئے گا کہ سوال دیگر اور جواب دیگر۔

۶۔ اور اگر اسی معنیٰ کا ردّ ہے جو کفار لیتے تھے تو وہ کیا معنیٰ تھے۔ آیا کلام موزوں یا قضایا مخیلہ۔

۷۔ اگر کلام موزوں تھے تو فن شعر کے ماہرین کیا کلام موزوں وغیر موزوں میں بھی امتیاز نہ کر سکے اور کیا قرآن پاک کلام موزوں ہے۔

۸۔ اگر کفار قرآن کو اور حضور کو شعر اور شاعر قضایا یا مخیلہ کے اعتبار سے کہتے تھے تو قضایا صادقہ تھے یا کاذبہ۔

۹۔ اگر صادقہ مراد تھے اور آیت میں اس کی نفی ہے تو لازم آئے گا کہ صدہا آیات قرآنیہ کلام الٰہی نہ رہیں کہ قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات ہیں ۔۔۔!

۱۰۔ اور اگر کاذبہ مراد ہیں تو کفار قرآن پاک کو شعر کہہ کر جھوٹا کہتے تھے تو آیت نے اسی مراد کا ردّ کیا لہذا آیت کا یہ ہی مطلب ہوا یا نہیں ؟ کہ ہم نے اپنے محبوب رسول کو (شعر) جھوٹ بولنا نہیں سکھایا اور یہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔

۱۱۔ جھوٹ کا علم (یعنی جھوٹ کیا چیز ہے جھوٹ کس کو کہتے ہیں) اللہ عزّ وجل کو بھی ہے یا نہیں۔

۱۲۔ اور اگر آیت میں علم بمعنیٰ دانستن لیا جائے تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعر کا مفہوم اور اس کے معنیٰ اور نظم ونثر میں فرق نہ سمجھتے تھے ؟ اور اس کا ثبوت کیا ہے ؟

۱۳۔ علم کے معنیٰ ملکہ کے بھی آتے ہیں یا نہیں ؟

۱۴۔ اگر آتے ہیں تو اس میں اور علم بمعنیٰ دانستن میں کیا فرق ہے ؟

۱۵۔ علم بمعنیٰ ملکہ کی نفی سے کیا علم بمعنیٰ دانستن کی نفی لازم آتی ہے اگر جواب اثبات ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے ؟

۱۶۔ اگر علم بمعنیٰ ملکہ کے نہیں آتا تو آیت علمنہ صنعۃ لبوس اور حدیث علموا اولادکم

السباحۃ والرمایہ میں علم کس معنیٰ میں آیا ہے۔

۱۷۔ اس آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے کسی تفسیر میں علم شعر کی نفی مراد لی ہے؟

۱۸۔ اگر شعر شانِ نبوت کے منافی ہے تو ان تمام علوم کو گنائیے جو شانِ نبوت کے منافی ہیں۔

۱۹۔ پھر وہ علوم جو شانِ نبوت کے منافی ہوں گے شانِ الوہیت کے بھی منافی ہوں گے یا نہیں؟

۲۰۔ اگر آپ کے نزدیک جس کو شعر کا علم ہو اسے شاعر کہتے ہیں۔ اور خدا کو شعر کا علم ہے تو کفار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہا تھا آپ اللہ عزّ وجل کو بھی شاعر کہیں گے یا نہیں؟

۲۱۔ تفسیر مدارک کا اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمانا کہ حضور کو شعر کا علم تھا لیکن ملکہ نہ تھا۔ آپ اس مفسر کے کلام کو صحیح کہتے ہیں یا غلط؟ (دیکھو تفسیر مدارک)

۲۲۔ تفسیر روح البیان نے حضور کو نظم پر قادر مانا ہے اور کثیر مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ حضور کو شعر کا علم ہے ان کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے کیا ان مفسرین کا حضور کو علم شعر ماننا قرآن پاک کی مذکورہ بالا صریح آیت سے معارضہ ہے یا نہیں۔؟

✽ یہ ۲۲ سوالات ہیں آپ براہ کرم اپنے شہر کے بہت بڑے دیوبندی عالم سے پوچھ کر ان کے جوابات ہمیں روانہ کر دیجئے ساری حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ یہاں اتنا ہم اور کہہ دیں کہ ہم نے جو سوالات کیے ہیں یہ سوال ہی ہیں اور آپ کے سوال کا بفضلہ تعالیٰ مکمل جواب بھی ہیں۔

بزمِ رضوان

✽ اس ہفتہ ذیل کے احباب نے رضوان کے نئے خریدار بنائے۔ اور امداد فرمائی۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔

۱۔ جناب محترم گل محمد صاحب ملازم کویت نے ذیل کی رقوم غریب فنڈ میں دیں: ۳-۱۴-۰۰
اس میں سے ۱۴ روپے کے چکڑالویت نمبر ۱-۱۴-۰
غربا میں تقسیم کئے گئے۔ ۵-۶-۰۰

۲۔ جناب محترم سلیم داد صاحب کویت ۰۰-۴-۳ غریب فنڈ

۳۔ جناب محترم گل محمد صاحب کویت ۳ خریدار

۴۔ جناب ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب سلیمی شیخوپورہ ۱ خریدار

۵۔ جناب حضرت مولانا مولوی قاری مصلح الدین صاحب قبلہ خطیب اخوند مسجد کراچی ۱ خریدار

۶۔ جناب مولانا عبد اللطیف صاحب خطیب مسجد نورانی دادو سندھ ۱ خریدار

۷۔ جناب بشیر حسین صاحب اباڑو سندھ ۲ خریدار

۸۔ جناب کرم الٰہی صاحب گوجرانوالہ ۱ "

۹۔ جناب شیخ فیض احمد صاحب لائل پور ۳ خریدار

۱۰۔ جناب نور محمد صاحب فیض میرپور ۵ "

۱۱۔ جناب محمد شفیع صاحب خریداری نمبر ۱۸۲۴ ۲ "

۱۲۔ جناب مولانا حافظ محمد یوسف صاحب خطیب جامع مسجد ٹھکال راولپنڈی ۲ خریدار

جزاک اللہ فی الدارین خیراً

ارغامِ ہاذر بجوابِ نقشِ ماہر

فاران توحید نمبر پر محققانہ تبصرہ

(از: رشحاتِ قلم حضرت مولانا مولوی علامہ عبدالحفیظ صاحب حقانی خطیب اعظم جامع مسجد آرام باغ کراچی — قسط نمبر ۵)

چونکہ مشرکین اپنے بتوں کو خدا الٰہ سمجھتے تھے اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے بتوں کو خدا سمجھنے اور ان کی عبادت کرنے پر مشرک فرمایا۔ باقی صرف تعظیم اور دعا اور استمداد پر مشرک نہیں کہا اس لیے کہ یہ چیزیں اگر شرک ہوتیں تو کسی کے لیے بھی اجازت نہ ہوتی حالانکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا

ومن یعظم شعائر اللہ

جو خدا کے شعائر کی تعظیم کرے۔

اور صفا و مروہ کو خداوند تعالیٰ نے شعائر فرمایا۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ

صفا و مروہ غیر خدا ہیں۔ پھر بھی تعظیم کا حکم دیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف تعظیم شرک نہیں۔ شرک ہے خدا سمجھ کر تعظیم کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ۔

اس سے اچھی بات کس کی جو اللہ کی طرف لوگوں کو پکارے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

ثم ادعھن

پھر ان جانوروں کو پکارو۔

معلوم ہوا کہ صرف دعا و ندا شرک نہیں۔ شرک ہے خدا سمجھ کر دعا و ندا کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وان استنصروکم فی الدین۔

اگر یہ لوگ تم سے دین میں استمداد کریں۔

معلوم ہوا کہ مطلق استمداد شرک نہیں۔ شرک ہے خدا سمجھ کر استمداد کرنا۔

اور یہ متعین ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کو الٰہ معبود پہلے جانتے مانتے ہیں۔ پھر تعظیم استمداد دعا ندا کرتے ہیں تو یہ سب کچھ خدا سمجھ کر کرتے ہیں لہذا شرک قرار پائے۔

مسلمان اور سنی مسلمان حضرات انبیا و اولیا کو خدا نہیں کہتا۔ نہیں جانتا۔ نہیں مانتا تو شرک تو ختم ہوگیا۔ اب ان کو بلانا استمداد ان کی تعظیم شرک نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ چیزیں مستقلاً شرک نہیں ورنہ قرآن میں دوسروں کے لئے اجازت نہ ہوتی۔

جناب ماہر صاحب نے فرمایا:

"آج بزرگانِ دین کی قبروں کے ساتھ وہ ہی

معاملہ کیا جا رہا ہے جو مشرکین عرب بتوں کے ساتھ کرتے تھے۔"

لیجئے جناب ماہر صاحب نے جو اتنی لمبی باڑ باندھی تھی اس کا نتیجہ اب ظاہر ہو گیا۔ یہ ساری تمہید اور مضمون توحید اس لیے تھا کہ بزرگانِ دین کی مزارات کو بتوں سے تشبیہ دیں اور مسلمانوں کو مشرکین عرب سے ۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مشرکین عرب بتوں کو خدا جانتے ہیں۔ مسلمان نہ قبور کو خدا جانتا ہے نہ صاحبِ قبور کو۔ مشرک "بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ مسلمان نہ قبر کی پوجا کرتا ہے نہ صاحبِ قبر کی۔

مشرک بتوں کو پکارتا ہے استمداد کرتا ہے خدا سمجھ کر۔

مسلمان ندا کرتا ہے۔ مدد چاہتا ہے۔ درخواست دعا کرتا ہے۔ طلبِ شفاعت کرتا ہے مگر خدا نہیں جانتا نہ شریکِ خدا بلکہ خدا کا محبوب و برگزیدہ جانتا ہے۔

مشرک بت جیسے جمادِ محض بے حس و حرکت بے عقل و بے شعور کو ندا دیتا ہے۔ درخواست دعا کرتا ہے۔ شفیع سمجھتا ہے۔ وسیلہ مانتا ہے۔

مسلمان اس سے جو روحانی زندگی رکھتا ہے دیکھتا سنتا ہے۔ بساطِ تقربِ الٰہی میں حاضر ہے۔ خدا کے انعامات سے بہرہ ور ہے جن سے فیوضات و برکات جاری ہیں جس کا ثبوت بزرگانِ دین سے موجود ہے دونوں کے نظریات آسمان زمین کا فرق ہے۔ پھر مسلمان مشرکین عرب کی طرح کیسے ہو جائے گا اگر فرق سمجھنے کی خدا توفیق دے تو اسی قدر بہت ورنہ اندھے کے آگے روئے اپنے نین کھوئے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

ومنها دلالة على ان الارواح
جواهر قائمة بانفسها مغايرة
لما يحس به من البدن يبقى
بعد الموت دراكة وعليه
جمهور الصحابة والتابعين وبه
نطقت الآيات والسنن آية
بل احياء عند ربهم ۔

ترجمہ: "اس امر پر دلیل ہے کہ روحیں جوہر قائم بنفسہا ہیں ان کی حالت جسم کی سی نہیں۔ انتقال کے بعد ان کے ادراکات باقی رہتے ہیں۔ یہی مذہب صحابہ و تابعین کا ہے۔ آیات و احادیث سے یہی ثابت ہے۔"

فرمائیے! یہ بتوں کے لئے بتایا جا رہا ہے یا اصحابِ قبور کے لیے۔

علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب میں فرماتے ہیں

واما الادراك كالعلم والسماع
فلا شك ان ذالك ثابت له
بل ولسائر الموتى ادراك ۔

ترجمہ: "جیسے علم اور سننا بلا شک حضور کے لئے بلکہ سارے اموات کے لئے ثابت ہے۔"

فرمائیے! یہ بتوں کے لئے ہے یا اصحابِ قبور کے لئے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

فان الانكار من جهته انه لا
سماع لهم ولا علم ولا شعور
بالزائرين واحوالهم فقد ثبت
بطلانه ۔

ترجمہ: "اگر انکار استمداد اس بنا پر ہے کہ اصحاب قبور سنتے نہیں۔ ان کو علم و شعور نہیں۔ زائرین کو وہ جانتے نہیں تو ان خیالات کا بطلان ہو چکا ہے۔"

(لمعات شرح مشکوٰۃ)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وقد ثبت فی الدین ان الروح باقیۃ ولھا علم و شعور بالزائرین سیما لارواح الکمل قرب ولکان من جانب الحق تعالیٰ کما کان فی الحیوۃ او اتم من ذالک۔

ترجمہ: "دین اسلام میں یہ ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین کا علم ہوتا ہے خصوصاً کاملین کی روحوں کو خدا کی جانب سے بڑا مرتبہ حاصل ہے جیسا کہ زندگی میں تھا بلکہ اس سے کہیں زیادہ۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

کل من یستمد بہ فی حیوتہ یستمد بہ بعد مماتہ۔

ترجمہ: "جس سے زندگی میں استمداد کر سکتے تھے اس سے بعد وصال بھی۔"

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ میں طریقہ استمداد کی تعلیم فرماتے ہیں:

ان الداعی المحتاج الفقیر الی اللہ یدعو اللہ ویطلب حاجتہ من فضلہ ویتوسل بروحانیۃ ھذا العبد المقرب المکرم عندہ تعالیٰ ویقول اللھم ببرکۃ ھذا العبد الذی رحمتہ و اکرمتہ وما لک بہ من اللطف والکرم اقض حاجتی واعط سوالی انک انت المعطی الکریم او ینادی ھذا العبد المکرم والمقرب عند اللہ تعالیٰ ویقول یا عبد اللہ ویا ولی اللہ اشفع لی و ادع ربک وسلہ ان یعطی سوالی ویقضی حاجتی۔

ترجمہ: "داعی محتاج الی اللہ خدا سے دعا کرے اپنی حاجت اس سے طلب کرے اور اس بزرگ کو وسیلہ بنائے۔ اور یوں کہے اے اللہ اس بزرگ مقرب کی برکت سے میری حاجت قضا فرما۔ میرا سوال پورا فرما۔ یا اس بندہ مقرب کو ندا کرے۔ اور کہے اے اللہ کے بندے اے اللہ کے ولی آپ خدا کے دربار میں سفارش فرما دیجیے۔ دعا کر دیجیے اور عرض کر دیجیے کہ خدا میری حاجت پوری کر دے۔"

اور عرس کے اجتماع کے لئے خصوصیت سے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"دوسری شکل یہ ہے کہ بصورت اجتماعی بہت سے آدمی جمع ہوں ختم کلام اللہ کریں اور شیرینی و طعام پر فاتحہ پڑھیں اور اس کو تقسیم فرما دیں۔ یہ قسم اگرچہ حضور اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ تھی اگر کوئی ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس قسم میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ زندوں مُردوں دونوں کا فائدہ ہے۔" (فتاویٰ عزیزیہ)

(باقی آئندہ)

حدیث دین میں یقینی حجت ہے

(قسط نمبر ۶)

اسی طرح قرآن پاک میں ہے :

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا

(توبہ - رکوع ۱۴)

ترجمہ: "اور (اللہ کی مہربانی ہوئی) ان تین شخصوں پر جن کے معاملہ کو ملتوی رکھا گیا تھا"

یہ کون تین شخص ہیں اور ان کا کیا قصہ تھا اور کیوں ان کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ؟ کیا روایات کے بغیر یہ باتیں حل ہو سکتی ہیں؟

اسی طرح قرآن پاک میں ہے :

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ
مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ
وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ
فَرِيْقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ
وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا
لَّمْ تَطَـُٔوْهَا (احزاب ع ۳)

ترجمہ: "اور اتار دیا ان کو جو ان کے رفیق ہوئے تھے اہل کتاب میں سے ان کی گڑھیوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں رعب۔ کتنوں کو تم مارنے لگے اور کتنوں کو قید کیا۔ اور وارث کیا تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور ایک زمین جس پر نہیں ڈالے تم نے قدم۔"

یہ مظاہرین کون تھے؟ اور ان کی زمین و جائداد کہاں تھی؟ نیز وہ دوسری زمین جہاں مسلمانوں کے قدم نہیں پہنچے تھے مگر اس کے وارث بنائے گئے کون سی تھی؟ کیا روایات سے قطع نظر کر کے ان باتوں کا جواب دیا جا سکتا ہے؟

یہ صرف چند مثالیں بلا قصدِ استیعاب بیان کی گئی ہیں۔ اس طرح کی ابھی بہت سی مثالیں ذکر کی جا سکتی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ روایات کا انکار کر دینے کے بعد قرآن کی مذکورہ بالا آیات کا واضح اور متعین مفہوم سمجھنا اور سمجھانا قریباً ناممکن ہے۔

الغرض جو شخص قرآن پاک کو اللہ کی کتاب مانے اور اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر زمانہ کے اہل ایمان کے لئے ضروری سمجھے اس کو احادیث و سیر کے اس ذخیرہ کو بھی ماننا پڑے گا جس کو پوری طرح جانچ پرکھ کے ائمہ محدثین و اہل سیر نے محفوظ کیا ہے اور جس کے بہت بڑے حصے کی حیثیت یقیناً قرآن کے ضروری توضیحی ضمیمہ کی ہے۔

حدیث وسنت کے مثبت احکام ہونے پر ایک اور قرآنی دلیل!

یہاں پہنچ کر حدیث و سنت کے مثبت احکام ہونے پر ایک اور قرآنی دلیل ذہن میں آگئی - اس کو بھی یہیں عرض کرتا ہوں۔

جو حضرات واقعۃً کسی علمی مغالطہ ہی کی وجہ سے یہ بات

کہتے ہیں کہ دینی حجت بس قرآن ہی ہے اور قرآن کے سوا کسی اور ذریعہ سے شریعت کا کوئی حکم اور کوئی دینی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا اور رسول کا کام بس قرآن پہنچانا ہی تھا۔ وہ اگر طالب حق اور جویائے ہدایت کی طرح قرآن مجید ہی کو غور سے دیکھیں تو اس میں ان کو اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی کہ بطور حکایت اور واقعہ کے یا کسی اور سلسلہ میں کسی دینی عمل کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ عمل زمانۂ نزولِ قرآن میں ایک دینی عمل کی حیثیت سے ہوتا تھا۔ حالانکہ قرآن مجید میں کہیں اس عمل کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ اس کا حکم ان کو سنّت کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ یہاں اس کی صرف دو تین مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

قرآن میں حکم ثابت بالسنّت کے ذکر کی چند مثالیں!

سورۂ توبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازوں کی نماز پڑھنے سے ان لفظوں میں منع فرمایا گیا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔ (توبہ ع ۱۱)

ترجمہ: "ان میں سے جو کوئی مرے آپ کبھی اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کے نزول سے پہلے نماز جنازہ مشروع ہو چکی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموات کے جنازوں پر نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ قرآن میں اس سے پہلے نازل ہونے والی کوئی آیت ایسی نہیں بتلائی جا سکتی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ نماز جنازہ کا حکم سنّت کے ذریعہ دیا گیا تھا۔

اسی طرح سورۂ جمعہ کی آیت:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔ (جمعہ ع ۲)

میں ایک حکایت اور شکایت کے ضمن میں جمعہ کے خطبہ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور قطع نظر اس سے ہمارا خیال ہے کہ حدیث و سنت کے جو منکرین ہمارے مخاطب ہیں وہ غالباً اس کا انکار نہ کر سکیں گے۔ کہ خطبۂ جمعہ ایک شرعی حکم اور دینی عمل ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود دیا کرتے تھے۔ اور اُمت میں اب تک اسی طرح متوارث ہے۔ —— لیکن کوئی قرآنی آیت نہیں بتلائی جا سکتی۔ جس میں اس خطبہ کا حکم دیا گیا ہو۔ پس لازماً یہی ماننا پڑے گا کہ اس کا حکم سنت کے ذریعہ ملا تھا۔

علی ہذا اپنے کو مسلمان کہنے والا کوئی آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکے گا کہ نماز سے پہلے جو اذان دی جاتی ہے یہ ایک دینی عمل ہے اور عہدِ نبوت سے لے کر اب تک متوارث ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی واقعہ کی حکایت کے طور پر ایک جگہ اس اذان کا ذکر کیا گیا ہے۔

مثلاً سورہ مائدہ میں عقل کے دشمن کافروں کی اس جہالت اور شرارت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ کہ وہ اذان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی نقل کر کے منہ چڑاتے ہیں۔

وَاِذَا [illegible]يْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۔ (مائدہ ع ۹)

اسی طرح سورہ جمعہ میں بھی ایک دوسرے حکم کے بیان کے سلسلہ میں جمعہ کی اذان کا ضمنی ذکر آیا ہے :-

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ
الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ
وَذَرُوا الْبَیْعَ ۔ (جمعہ ۲ع)

بہرحال ان آیات سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ عہدِ نبوی میں ان آیات کے نازل ہونے سے بھی پہلے سے اذان ایک دینی عمل کی حیثیت سے مروج تھی اور قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں بتائی جا سکتی جس کے ذریعہ اذان کا حکم دیا گیا ہو۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ

اذان کا حکم قرآن کے ذریعہ
نہیں بلکہ سنت کے ذریعہ
ملا تھا۔

اس کی مثالیں قرآن مجید سے اور بھی بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس مقدمہ کے محدود صفحات میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔

حدیث و سنت کے حجت دینی اور واجب الاتباع ہونے پر یہاں تک جو کچھ لکھا گیا۔ اگرچہ الحمدللہ ایک طالبِ حق خدا ترس کے لئے وہ بھی بالکل کافی ہے۔

لیکن !

آخر میں ایک اصولی بات عرض کر کے سلسلۂ کلام ختم کیا جاتا ہے۔

نوٹ : اگلے سلسلہ کے لئے ۱۵ نومبر کے رضوان کا انتظار فرمائیے !

فضائلِ قرآن

قرآن مجید کے آداب

(حضرت مولانا مولوی عبد المصطفٰے صاحب الازہری خطیب ــ جامع مسجد ہارون آباد)

مسئلہ ۱ :

قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے۔ کہ اس سے نظرِ عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیتِ سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ (درمختار ردالمحتار)

اس زمانے میں قرآن کے تراجم بھی چھپوانے کا رواج ہے۔ اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں اس لئے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲ :

تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر و فقہ کی کتابوں پر بطور غلاف چڑھانا جائز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۳ : قرآن مجید کی کتابت نہایت خوبصورت خوش خط اور واضح لفظوں میں کی جائے۔ کاغذ بھی بہت اچھا اور روشنائی بھی خوب اچھی ہو۔ کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو (درمختار ردالمحتار) بعض اہلِ مطابع نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت و روشنائی سے چھپواتے ہیں۔ یہ ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ ۴ : قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے (درمختار) مثلاً آج کل اہلِ مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا۔ بلکہ حمائل بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۵ : قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے۔ اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے۔ اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے۔ تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اسے جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری)۔

مسئلہ ۶ : لغت و نحو و صرف کا ایک مرتبہ ہے۔ ان میں ہر ایک کی کتاب کو ایک دوسرے پر رکھ سکتے ہیں۔ اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں۔ ان کے اوپر فقہ۔ احادیث و مواعظ۔ قرآن مجید جس صندوق

میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۷ : کسی نے محض خیر و برکت کے لئے اپنے گھر قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا۔ تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔

مسئلہ ۸ : قرآن مجید پر اگر بقصد توہین پاؤں رکھا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۹ : جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۰ : قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہئے۔ اسی طرح اذان میں خوش گلوئی سے کام لے۔ یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی بنانے کی کوشش کرے۔ لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے۔ (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ : قرآن مجید کو معروف و شاذ دونوں قرأتوں میں ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قرأت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔

(درمختار ردالمحتار)

بلکہ عوام کے سامنے وہ قرأت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ ۱۲ : مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے۔ یہ ادب کی بات ہے۔ مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو شیطان پڑھے گا۔ اس کی اصل نہیں۔ ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳ : قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس طرف پیٹھ نہ کی جائے۔ نہ پاؤں پھیلائے جائیں نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں۔ اور نہ یہ کہ خود اونچی جگہ ہوں اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ ۱۴ : قرآن مجید کو جزدان یا غلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ ۱۵ : نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے۔ پھینکا نہ جائے۔

اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موضع احتیاط میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۱۶ : جس کاغذ پر اللہ تعالےٰ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز لکھنا مکروہ ہے اور اگر تھیلی پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں تو اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے صاف کرنا مکروہ ہے۔

(عالمگیری)

حضرت خالد بن ولید

(قسط نمبر ۶)

عراق کی فتوحات

ملک عرب کی شمال مغربی جانب شام و عراق پڑتے ہیں۔ شام رومی بادشاہی کے ماتحت تھا۔ عراق پر ایرانی چھائے ہوئے تھے۔ رومی بادشاہوں کا لقب قیصر تھا۔ ایرانی بادشاہ کسریٰ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

یہ دونوں بڑی بڑی شہنشاہیاں ہمیشہ اسی فکر میں رہتی تھیں کہ کسی طرح عربوں کو بھی اپنا ماتحت بنالیں۔ دونوں حکومتیں اپنی اپنی طرف سے عرب ریاستوں پر حملہ کیا کرتی تھیں۔

عراق کی طرف عرب کے سولہ مقامات کبھی ایرانیوں کے قبضہ میں رہ چکے تھے ان کے غرور کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو شاہ ایران نے صرف اس لئے پھاڑ ڈالا کہ اس میں آپ کا نام اس کے نام سے پہلے تھا۔

سنہ ۶ ھ میں آپ کی گرفتاری کے لئے شاہ ایران نے اپنے یمنی گورنر کو حکم بھیجا اور اس نے سپاہی مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں عربوں نے ایک جنگ ذی قار میں ایرانیوں کو ہرایا تھا لیکن عراق پر ان کی بادشاہت قائم رہی۔

یہی حال ملک شام کا بھی تھا۔ وہاں رومی شہنشاہ کی طرف سے ایک بڑا حاکم مقرر ہوتا تھا وہی شام کے قریب کے تمام عربوں پر حکمرانی کرتا تھا۔

بصرے کے حاکم شرحبیل بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو قتل کر دیا تھا۔ یہ بھی رومی حاکم تھا۔ اسی کی وجہ سے غزوۂ موتہ پیش آیا تھا۔ اس غزوہ میں تمام رومی سپاہی اور شام و بصرے کے دوسرے عیسائی عرب خاندان سب مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ساتھ ٹوٹ پڑے تھے۔ بڑی مشکل سے حضرت خالد مسلمانوں کو واپس لا سکے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو مسلمانوں کے خلاف ان دونوں حکومتوں کی چالیں اور بڑھ گئیں اور نت نئے فتنوں کی آگ روز بھڑکانے لگیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فکر لاحق تھی کہ کسی طرح ان دونوں فتنوں کی جڑ بنیاد ختم کردی جائے۔ تاکہ اسلامی جماعت اطمینان کے ساتھ خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چل سکے۔ اور نیکی اور بھلائی کی راہ دوسروں کے لئے بھی آسان ہو جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی خیال ہی میں تھے کہ ایران میں خانہ جنگی (آپس کی لڑائی) شروع ہو گئی آخر کسریٰ بن ہرمز کی لڑکی کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اس کی وجہ سے عراق کے بہت سے قبیلے مخالف ہو گئے۔

حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے قبیلہ کے کچھ آدمی

جمع کئے اور عراق کے کنارے سرحدی ایرانیوں پر حملے شروع کر دیئے۔

لیکن ایرانی سلطنت اس زمانہ کی سب سے بڑی حکومت تھی۔ ان کی آپس میں کتنی ہی لڑائیاں تھیں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک تھے۔

مثنیٰ بن حارثہ نے امیر المومنین کی سرپرستی اور اجازت کے بغیر لڑائی چھیڑی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ قدم پیچھے ہٹانے پڑے حضرت مثنیٰ بن حارثہ دربارِ خلافت میں پہنچے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایرانی حکومت کی بے انصافیوں اور زیادتیوں کا ذکر کیا۔ ان تمام فتنوں کا حال بیان کیا جو حکومت کی طرف سے پھیلائے جا رہے تھے۔ پھر لڑائی کی اجازت چاہی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ باتیں پہلے سے جانتے تھے۔ مثنیٰ بن حارثہ کو لڑائی کی اجازت دے دی۔ ایک فوج بھی ساتھ کر دی۔

لیکن مقابلہ سخت تھا اس لئے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محرم سنہ ۱۲ ہجری میں یمامہ سے عراق پہنچنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ حضرت عیاض بن غنم۔ قعقاع وغیرہ دوسرے نامور سرداروں کو حکم بھیجا کہ :

وہ بھی عراق پہنچیں اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ پہلے اسلام پیش کیا جائے۔ اگر اسے قبول کرنے سے انکار کریں تو جزیہ (یعنی حفاظتی ٹیکس) دے کر اسلامی حکومت کے ماتحت امن و سکون سے رہنے کا موقع دیا جائے۔ لیکن اس پر بھی راضی نہ ہوں تو پھر جنگ کا آغاز کیا جائے لیکن بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو کسی حال میں نقصان نہ پہنچایا جائے۔ نہ پھل دار درخت کاٹے جائیں۔ اور نہ عبادت گاہیں مسمار کی جائیں ۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: سوال و جواب: ص ۳۲ سے آگے:

سوال: قربانی کے لئے وہ بھیڑ کا بچہ جس کی چکتی نہیں ہوتی کتنی عمر کا جائز ہے؟ اور دنبہ چکتی والا کتنی عمر کا؟ دنبہ اور بھیڑ کی قربانی کی عمر میں فرق ہے یا نہیں؟

الجواب: بکری بکرا ایک سال کامل کا ہونا چاہیئے۔ بھیڑ اور دنبہ بھی ایک سال کا ہونا چاہیئے ہاں اگر وہ اس قدر فربہ اور موٹا ہو کہ دوسرے آدمی کو اگر دور سے دکھایا جائے تو برس دن کا معلوم ہو تو ایسا دنبہ اور بھیڑ ۶ ماہ کا بھی جائز ہے۔

سوال: اگر ایک گھر کے کنبہ کے آٹھ یا دس آدمی ہیں جن میں بالغ نابالغ بچے اور بیوی وغیرہ سب شامل ہیں اگر وہ باری باری مال مشترکہ میں سے ایک ایک سال قربانی کریں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: گھر میں خواہ پچاس آدمی رہتے ہوں ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو تنہا مالکِ نصاب ہو۔ اگرچہ دن کے دن اس کے پاس بقدر نصاب مال آیا ہو۔ اور جو مالکِ نصاب نہیں اس پر قربانی واجب نہیں۔ لہذا اگر گھر کا مالک اور سرپرست ایک شخص ہے اور باقی سب اس کے زیر پرورش تو صرف مالک پر قربانی ہر سال واجب ہوگی۔

سوال و جواب

حضرت امام المفسرین شیخ الحدیث والتفسیر مولانا الحاج علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ دار العلوم حزب الاحناف لاہور

سوال: ۱۔ جبکہ غربی جانب لحد بنانا متعذر ہو تو کیا شرقی جانب لحد کا بنانا جائز ہے یا کہ شق بنانا چاہیئے ؟

۲۔ عرصہ ۱۸ سال کا ہوا ہے کہ زید شادی شدہ ہندہ کو اغوا کر کے لے آیا تھا تو اس عرصہ میں زید کے ہاں بطن ہندہ سے چند بچے بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اب ۱۸ سال گزرنے کے بعد زید نے ہندہ کے خاوند سے طلاق حاصل کر لی ہے اور بوقت طلاق ہندہ زید سے حاملہ بھی ہے۔ کیا اب اس کا نکاح فوراً کر دینا چاہیئے یا کہ بعد از وضع حمل کرنا چاہیئے ؟

۳۔ اگر کنوئیں میں جوتا گر جائے جس کی گہرائی بہت ہی زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی گہرائی کا اندازہ لگانا مشکل ہے اس صورت میں کنواں کس طرح سے پاک کیا جائے ؟

۴۔ صبح کی سنتیں جبکہ نمازی ایسے وقت میں آئے کہ امام التحیات میں بیٹھا ہوا ہو تو سنتیں چھوڑ دے تو پھر سورج کے طلوع تک حنفی المذہب میں پڑھنی نہیں چاہئیں۔ بلکہ بعد از طلوع تو اس کا ثبوت کسی حدیث کی کتاب سے عطا فرماویں ؟

(سید منظور احمد)

الجواب

۱۔ قبر دو قسم ہے۔ لحد۔ کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔ اور صندوق وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے۔ اس لئے کہ وہاں کی زمین اس قابل نہیں کہ لحد کھودی جائے۔ لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل نہ ہو تو یہی کریں ورنہ اگر زمین نرم ہو تو صندوق میں حرج نہیں اور بائیں جانب لحد کھودنا ثابت نہیں۔ (عالمگیری)

۲۔ کتنے ہی سال کے بعد طلاق لی جائے جب طلاق دی گئی ہے اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لقولہ تعالیٰ :

و اولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن۔

اور بعد وضع حمل نکاح کیا جائے۔ اور اتنے عرصہ جو حرام کرتے رہے اس کے لئے توبہ و استغفار کریں۔

۳۔ جوتا یا گیند کنوئیں میں گر گئے اور نجس ہونا یقین سے معلوم ہو محض وہم اور گمان نجاست نہ ہو تو کل پانی نکالا جائے گا ورنہ بیس تیس ڈول نکال دیئے جائیں۔ محض نجس ہونے کا خیال کافی نہیں۔ اور جو کنواں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس میں نجاست گر پڑی یا کسی وجہ سے اس کا سارا پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے

کہ معلوم کریں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے نکالتے وقت پانی جس قدر زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ معلوم کر لینا کہ اس وقت کتنا پانی باقی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیزگار جن کو اس معاملہ میں مہارت ہو کہ چوڑائی گہرائی دیکھ کر بتا سکیں کہ اس میں اتنا پانی ہے۔ وہ جتنے ڈول بتائیں اتنے نکالے جائیں۔ اور یہ اختیار ہے کہ پانی ایک دم نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے نکالیں۔ دونوں صورت میں جائز ہے۔ اور کنواں پاک ہو جائے گا اور فی زمانہ تو آسان طریقہ یہ ہے کہ پانی نکالنے کا انجن لگا کر چند گھنٹوں میں پانی خارج کر دیا جاتا ہے۔

۴۔ جب فجر کی سنتیں رہ جائیں تو اب وہ سنّت نہ رہیں۔ بلکہ اب وہ نفل ہو گئیں۔ سورج نکلنے کے بعد پڑھ سکتا ہے اور معاً نماز کے بعد پڑھنا منع ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ
"اس وقت نہیں"!

سوال: زید کا انتقال ہو گیا۔ زید نے اپنے مصنوعی دانت لگوائے ہوئے تھے۔ کچھ قدرتی بھی تھے۔ بوقت موت اس کے مصنوعی دانت منہ میں ہی لگے ہوئے تھے۔ گزارش یہ ہے کہ اب وہ دانت نکال کر اس کا غسل و کفن دفن کیا جائے یا وہ دانت لگے لگے ہی اس کو غسل دیا جائے۔ اور دفن کر دیا جائے —؟

روشن علی جکیب لائن
کراچی ۳

الجواب

مصنوعی دانت نکال لینا چاہئیں —!

سوال: ۱۔ دھوبی جس پانی سے کپڑے دھوتے ہیں وہ پاکیزگی کی نظر سے معتبر نہیں ہوتا۔ سنا ہے کہ چونکہ دھوبی کپڑے پر گرم استری پھیرتے ہیں اس لئے اس کپڑے سے نماز ادا کرنا جائز ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کیا ناپاک پانی سے دُھلا ہوا کپڑا استری کرنے سے پاک ہو جائے گا —؟

۲۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا نفل نماز پڑھوں گا جو اس نے خود مقرر کئے دس بیس رکعت اس لئے کہ اس سے خدا خوش ہوتا ہے۔ اور اپنی آمدنی میں سے دو آنہ فی روپیہ بھی دوں گا کہ اس سے بھی اللہ خوش ہوتا ہے۔ اب وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے نفل عبادت بدنی یا مالی نہ بھی کی جائے تو خدا ناراض نہیں ہوتا۔ اب اس پر اس عہد کا پورا کرنا واجب اور ترک کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

۳۔ ایک آدمی وہابیوں کے اندرونی اعتقادات سے اور ان عبادات کفریہ سے واقف نہ ہونے کی بنا پر ان کا معتقد رہا اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا اب وہ کسی عالم کے بتانے سے ان سے علیحدہ ہو گیا ہے تو جو نمازیں اس نے زمانہ ناواقفیت میں وہابیوں کے پیچھے ادا کی ہیں کیا ان کا اعادہ فرض ہے؟

(مختار احمد نائک)

الجواب

۱۔ دھوبی عمدہ صاف ستھرے پانی سے کپڑے دھوتے ہیں۔ بلکہ لاہور میں تو نل لگے ہوئے ہیں۔ نل کے پانی سے دھوتے ہیں۔ اور پھر خوب صاف کرتے ہیں۔ لہذا شبہ کی کوئی گنجائش

باقی نہیں رہتی۔ اگر یقیناً معلوم ہے کہ ناپاک پانی سے کپڑے دھوتے ہیں تو استری کرنے سے کپڑا پاک نہ ہوگا کہ استری نے ناپاک کپڑے کو خشک کر دیا۔ نجاست زائل نہیں ہوئی ایسے ہو گیا جیسے ناپاک کپڑے کو دھوپ میں سکھا لیا جائے۔

۲۔ نفلی عبادات بدنی یا مالی نہ کرنیسے خدا ناراض نہیں ہوتا لیکن جب نفلی نماز یا روزہ یا صدقہ کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اور نذر مان لی تو پھر نذر کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

ولیوفوا نذورھم

لہذا جیسی نذر مانی ہے اس کو پورا کرے۔

۳۔ جو نماز وہابی مرزائی چکڑالوی رافضی وغیرہ فرق ضالہ کے پیچھے پڑھی ہے اس کا اعادہ واجب ہے اور جو اتنے دن غفلت کی۔ اور بے پرواہ رہا اس کی توبہ کرے کہ بلا تحقیق اندھا دھند کیوں پڑھی۔

سوال: ۱۔ جماعت سے پہلے جو نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے اس میں آدمی بیٹھے رہتے ہیں اور جب مکبّر حی علی الصلاۃ پر آتا ہے تو نمازی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے — اور یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے — اگر ہے تو کن صحابہ کرام یا ولی اللہ نے کیا ہے یا کسی حدیث سے ثبوت دے کر واضح کریں؟

۲۔ اگر چار رکعت یا ۳ رکعت نماز فرض میں پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد شریف اور سورہ قرآن پڑھی جاتی ہے اور دو رکعت پڑھنے کے بعد دو یا ایک میں بغیر سورۃ کے الحمد شریف ہی پڑھی جاتی ہے۔ اگر غلطی سے پچھلی دو یا ایک رکعت میں بھی الحمد کے بعد سورۃ وغیرہ پڑھی جائے تو کیا سجدہ سہو (بھول لنے والا سجدہ) ادا کرنا پڑے گا یا نہیں؟

۳۔ نماز کے وقت لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں جبکہ خطبہ وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ نماز میں نہ استعمال کیا جائے؟

(شیخ محمد جمیل گوجرانوالہ)

الجواب

۱۔ بوقت اقامت کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اقامت کے وقت بھی جو شخص آئے اس کو بیٹھ جانا چاہیئے۔ اسی طرح جو لوگ مسجد میں موجود ہیں۔ وہ بھی بیٹھے رہیں۔ اس وقت اٹھیں جب کہ مکبّر حیّ علی الفلاح پر پہنچے۔ یہ حکم مقتدی و امام دونوں کے لیئے ہے۔ اور احادیث سے ثابت ہے۔ اور فتاوٰی عالمگیری میں بھی ہے۔

۲۔ فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدہ سہو نہیں ہے اگرچہ قصداً ملائی ہو جب بھی سجدہ سہو نہیں ہے (عالم گیری)

۳۔ لاؤڈ سپیکر کا استعمال خارج نماز خطبہ اذان تکبیر وعظ وغیرہ میں جائز ہے لیکن نماز میں نہیں۔ نماز کا حکم اور ہے اور خارج نماز کا حکم اور ہے۔ دونوں ایک کیسے ہو جائیں گے۔ جیسے خارج نماز روٹی کھانا جائز ہے اور نماز میں جائز نہیں۔

سوال: ۱۔ میرے ایک عزیز مسٹر محمد طفیل جن کی معرفت مجھے رسالہ ملتا ہے وہ ایک بنک میں کام کرتے ہیں اور چونکہ بنک کی آمدن سود کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اور سود لینا اور دینا قطعی حرام ہے لہذا مسٹر طفیل کو جو تنخواہ ملتی ہے وہ خالص سود کی کمائی ہوئی آمدنی

ہوتی ہے۔ اس لئے مطلع فرمادیں کہ یہ تنخواہ ان پر حرام ہے یا حلال اور اگر حلال ہے تو کس لحاظ سے حلال ہے ؟

۲۔ ہم تقریباً ہر روز عشاء کی نماز کے بعد وتر کی ۳ رکعت پڑھتے ہیں اور ابھی تک اس بات سے بالکل بے بہرہ ہیں کہ جیسے فرض خداوند کریم کے لئے۔ سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور نفل ثواب کے لئے پڑھے جاتے ہیں۔ یہ وتروں کی نماز کس لئے پڑھی جاتی ہے اور ان کی نیت کیا ہے ؟

۳۔ شب برات کا تہوار ہم ہر سال مناتے ہیں۔ یہ تہوار کس موقع پر اور کیوں منایا جاتا ہے ؟

۴۔ میرا ایک دوست جس کی شادی آج سے تین چار سال قبل ہوئی تھی۔ تقریباً شادی کے ایک سال بعد ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس بچہ کی پیدائش سے چند دن بعد میرے دوست کی اپنے سسرال والوں سے اَن بَن ہو گئی جس میں وہ مجبور کر کے میرے دوست سے چند شرائط تحریر کروانا چاہتے تھے۔ جس کی بنا پر اس نے کچھ دوسروں کے کہنے اور کچھ والدین کی مجبوری سے اپنی بیوی کو طلاق جیسا کہ عدالتوں میں عرائض نویس لکھتے ہیں لکھ کر ارسال کر دی۔ مگر بعد میں سابقہ ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ جو کچھ میں نے کیا ہے درست نہیں ہے۔ لہذا اس نے اپنے سب رشتہ داروں۔ عزیزوں اور دوستوں کو کہلوا کر پھر رجوع ہونے کے لئے دو ایک علما سے مشورہ کیا۔ جس کے نتیجہ پر اسے معلوم ہوا کہ طلاق کو دیئے ہوئے اگر ایک ماہ کا عرصہ نہیں گزرا۔ اور بعض نے کہا کہ اگر طلاق دیئے ہوئے ۹۰ یوم کا عرصہ نہیں گزرا تو وہ رجوع ہو سکتے ہیں۔ لہذا انہی اعتقادات پر وہ پھر رجوع ہو گئے۔ اور طلاق واپس لے لی۔ اور نصیحتوں کے مطابق نکاح دوبارہ ہوگیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہے ؟

(عبدالحفیظ کوئیت)

الجواب

۱۔ سود قطعاً حرام ہے اور اس کا دینا لینا سودی دستاویزات لکھنا اور سود پر گواہی دینا سب ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

احل اللہ البیع وحرم الربوٰ

اور حدیث شریف میں فرمایا :

لعن اللہ اکل الربوٰ وموکلہ
وکاتبہ وشاہدیہ

اور فرمایا :

وھم سواء

لہذا حرام کام کا معاوضہ اور تنخواہ بھی حرام ہے۔ اور ایسی ملازمت بھی ناجائز ہے۔

۲۔ مذہب حنفی میں وتر کی تین رکعتیں واجب ہیں اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھیں تو قضا واجب ہے اور صاحب ترتیب کے لئے اگر یہ یاد ہے کہ وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہی خواہ شروع کرنے سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آ جائے۔ (درمختار وغیرہ)

حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رات کی نمازوں کے آخر میں وتر پڑھو۔ اور فرمایا۔

صبح سے پہلے وتر پڑھو - (مسلم شریف - عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) -

نیز ارشاد فرمایا - کہ ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے - اللہ تعالیٰ نے اسے عشا اور طلوع فجر کے درمیان میں رکھا ہے - یہ حدیث ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ میں متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے -

۳ - شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں شب کو بکثرت گناہ معاف ہوتے ہیں - ابن ماجہ میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو - (یعنی نوافل پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو - کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے - اور ارشاد فرماتا ہے کہ

ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں -

ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں -

ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دوں -

ہے کوئی ایسا !

ہے کوئی ایسا !!

اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے -

مسلمان اس کی خوشی میں کھانے پکاتے اور دوست واحباب غربا ومساکین کو کھلاتے ہیں اور ایصال ثواب کرتے ہیں اور ہندوستان و پاکستان میں اس دن حلوہ کا رواج عام ہے -

اور یہ اچھا ہے - حدیث شریف میں ہے

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یحب العسل والحلوا -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے -

عوام جہاں اس مقدس رات میں آتشبازی - پٹاخے وغیرہ لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں یہ حرام وممنوع ہے اور اس میں سوائے نقصان جانی ومالی کوئی نفع نہیں اسراف وتبذیر ہے اور یہ حرام ہے -

ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین

کانوا اخوان الشیاطین وکان

الشیطان لربہ کفورا ..... الخ

۴ - اسٹامپ نویس سے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دیا اس کو سن کر دستخط کر دیئے اگر اس میں تین طلاق لکھی تھیں تو عورت قطعاً حرام ہوگئی - اب نادم وپشیمان ہونا بے سود ہے - اس کا لانا اور زن وشو کے تعلقات قائم کرنا حرام اور سخت حرام ہے - بلکہ بعد انقضاء عدت جہاں چاہے وہ نکاح کر سکتی ہے تین طلاق کے بعد شوہر کو بلا حلالہ کئے کسی طرح حلال نہیں - قرآن کریم میں ہے :

فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد

حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ -

جن لوگوں نے تین طلاق کے بعد رجوع کا مشورہ دیا وہ قطعاً جاہل اور مسائل سے غافل ہیں - طلاق رجعی یعنی ایک یا دو طلاق صریح میں اندرون عدت رجوع کا حق ہوتا ہے - طلاقنامہ میں اگر طلاق رجعی لکھی ہے تو رجوع صحیح ہے اور تین طلاق کے بعد رجوع باطل اور عورت حرام حرام حرام ہے -

سوال : جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے اس پر روزہ واجب ہے کہ نہیں ؟

۲۔ ایک مریض ہے اس کو سوئی لگانے سے ۔ سر پر دوا لگانے سے کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا ؟

۳۔ ناک، کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ؟

۴۔ جو شخص اپنے ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اپنی زبان سے تین مرتبہ اپنی بیوی سے کہے کہ میں نے طلاق دیا تو کیا طلاق ہو گیا ؟ اور وہ عورت گھر سے باہر نہ جائے تو کیا عورت حلال ہے یا حرام ؟

۵۔ اگر باپ اپنی بالغ اولاد کو عاق کر دے اور اخبارات میں بھی ان کی بے دخلی کا اعلان کر دے تو کیا اولاد جائداد وغیرہ کا بھی حق رکھتی ہے ؟

۶۔ جو آدمی اپنی ایسی عورت کو جسے عرصہ بیس سال ہوا طلاق دے دیا تھا پھر اس کو بیوہ سمجھ کر ماہ بماہ برابر مالی طور پر امداد کرتا رہے تو کیا وہ جائز ہے یا نہیں ؟

(ڈاکٹر محمد صدیق)

الجواب

۱۔ حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کو اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے کہ روزہ رکھنے سے بچے کو مرض لاحق ہو گا تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی۔ اگرچہ رمضان المبارک میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ لیکن ان روزوں کی قضا لازم ہو گی۔

۲۔ سر پر دوا لگانے یا تیل کی مالش کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر سر میں زخم ہے کہ دوا ڈالنے سے جوفِ دماغ میں پہنچ جاتی ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ جملہ جزئیات کے لئے حصہ پنجم بہارِ شریعت ملاحظہ کیجیے۔

۳۔ ناک میں دوا سونگھنے اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مفصل احکام دریافت کرنے کے لئے بہارِ شریعت حصہ پنجم کا ملاحظہ کیجیے۔

۴۔ عورت کو جب تین طلاق مغلظہ دیدیں تو وہ حرام ہو گئی۔ خواہ متفرق دے یا مجتمع۔ پھر تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کئے عورت حلال نہیں ہوتی۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزار کر کسی سے نکاح کرے۔ پھر وہ ہمبستری کے بعد طلاق دے دے تو اس کی عدت گزار کر نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے۔ لقولہ تعالےٰ

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره۔

۵۔ اولاد اگرچہ ماں باپ کی نافرمانی اور دل آزاری کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار مستحق نار ہے لیکن جب تک مسلمان ہے باپ کی میراث سے حصہ پائے گی۔ محروم الارث نہ ہو گی۔ اگرچہ باپ اخبارات میں ان کو محروم الارث کر دے اور یہ لکھ دے کہ میں نے فلاں کو عاق کیا۔ یہ لکھنا لکھانا بے کار ہے۔ ہاں اگر بعض اولاد نالائق اور نافرمان ہے اور بعض فرمانبردار و دیندار متقی پرہیزگار ہے اور چاہتا ہے کہ نالائق اولاد کو میری جائداد سے کچھ نہ ملے کہ عیاشی میں برباد کر دے گی تو اپنی زندگی میں نیک اولاد کو ہبہ کر کے قبضہ مالکانہ دے دے یا جائداد کو وقف علی الاولاد کر دے اور اس کی تفصیل بہار شریعت حصہ دہم میں ملاحظہ کیجیے۔

۶۔ ہاں جائز ہے جیسے اجنبی عورتوں، بیواؤں غریبوں کی خدمت کرنا جائز ہے اسی طرح اپنی مطلقہ بیوی کی بھی خدمت کر سکتا ہے۔ مگر اس کو بالکل اجنبی سمجھے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)